دنیا کا امن قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں

نماز باجماعت کا ستائیس گنا زیادہ ثواب

نقل کا بڑھتا ہوا رجحان

نحنُ انصار اللّٰہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جلد ۲۲ ، شمارہ نمبر۳

محرم تا رَبیع الثّانی ۱۴۴۳ء

ستمبر تا دسمبر ۲۰۲۱ء

نمازوں کو باقاعدہ اور التزام سے پڑھو

"نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی۔ انہوں نے نماز کی معافی چاہی (کہ ہماری مصروفیات ہیں، کام کی زیادتی ہے ہمیں نماز معاف کر دیں۔) آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ اس لئے اس بات کو خوب یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اپنے عمل کرلو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی نشان ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم رہ سکتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ لوگ جن کی طبائع طبیعیات کی طرف مائل ہیں کہا کرتے ہیں کہ نیچری مذہب قابل اتباع ہے کیونکہ اگر حفظ صحت کے اصولوں پر عمل نہ کیا جائے تو تقویٰ اور طہارت سے کیا فائدہ ہو گا؟ سو واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بعض وقت ادویات بے کار رہ جاتی ہیں اور حفظ صحت کے اسباب بھی کسی کام نہیں آ سکتے۔ نہ دوا کام آسکتی ہے، نہ طبیب حاذق۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا امر ہو تو الٹا سیدھا ہو جایا کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 263۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

نحن انصار اللہ

جلد ۲۲ ، شمارہ نمبر ۳ | مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ | ستمبر تا دسمبر ۲۰۲۱ء

مجلس انصاراللہ کینیڈا

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ishaat@ansar.com Tel: 905-417-1800 www.nahnuansarullah.ca : رابطہ

قرآنِ مجید

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚ۝
الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝
رَبَّنَاۤ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝
رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ٭ۖ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۚ۝
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۝

(سورۃ آل عمران آیات ۱۹۱ تا ۱۹۵)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔
وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔
اے ہمارے ربّ! جسے تُو آگ میں داخل کردے تو یقیناً اُسے تُو نے ذلیل کر دیا۔ اور ظالموں کے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔
اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنے والے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے ربّ! پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہم سے ہماری برائیاں دور کردے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے۔
اے ہمارے ربّ! اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تُو نے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کردیا تھا (یعنی میثاق النبییّن)۔ اور ہمیں قیامت کے دن رُسوا نہ کرنا۔ یقیناً تُو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ چمٹائے رکھنا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا کہ مبادا کہیں میری زندگی میں ہی شر نہ پیدا ہو جائے ۔
میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر (یعنی اسلام) سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ ہو گا ؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ۔
میں نے پوچھا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا ؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن اس خیر میں کمزوری ہو گی ۔
میں نے پوچھا کہ کمزوری کیا ہو گی ؟
فرمایا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے ان کی بعض باتوں کو تم صحیح دیکھو گے اور بعض کو تم نا پسندیدہ دیکھو گے۔
میں نے پوچھا کیا پھر اس خیر کے بعد شر آئے گا ؟
فرمایا کہ ہاں جہنم کی طرف بلانے والے دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے ' جو ان کی بات مان لے گا وہ اس میں انہیں جھٹک دیں گے ۔
میں نے کہا یا رسول اللہ ! ان کا کچھ حال بیان فرمائیں۔
فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے ۔
میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پایا تو آپ مجھے ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں ؟
فرمایا کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ چمٹائے رکھنا ۔
میں نے کہا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو ؟
فرمایا کہ پھر ان تمام لوگوں سے الگ رہنا خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہاری موت آ جائے ۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن باب کَیْفَ الاَمْرُ إِذَا لَمْ تَکُنْ جَمَاعَةٌ باب نمبر ۱۱)

اقتباس
حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام

مجھے بڑی حیرت اور بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں، یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہیں، یہ احادیث کے درس دیتے ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر اور سر گروہ بنتے ہیں، دین کے اصول سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے مدعی ہیں مگر میرے معاملہ میں ان ساری باتوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے کہ قرآن شریف کے نصوص کی بناء پر میرے دعوے کو سوچیں اور میری نسبت کوئی رائے دیتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھیں کہ ہم جو کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے خوف سے کہتے ہیں یا اپنے نفسانی اغراض اور جوشوں کو درمیان رکھ کر کہتے ہیں۔ اگر خدا ترسی اور تقویٰ سے کام لیتے تو وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل: ۳۷) پر عمل کرتے اور جب تک میری کتابوں کو پورے طور پر نہ پڑھ لیتے اور میرے پاس رہ کر میرے طرز عمل کو نہ دیکھ لیتے ، کوئی رائے نہ دیتے۔ مگر انہوں نے قبل از مرگ واویلا شروع کر دیا اور خدا تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کے وعدوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی، ان سب کو پس پشت ڈال دیا۔ کم از کم تقویٰ کا طریق تو یہ تھا کہ وہ میرے دعویٰ کو سن کر فکر کرتے اور جھٹ پٹ انکار نہ کر دیتے کیونکہ میں نے ان کو یہ کہا تھا کہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے، خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ دیکھتے کہ کیا جس شخص نے اپنا آنا خدا کے حکم سے بتایا ہے، وہ خدا کی نصرتیں اور تائیدیں بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے یا نہیں مگر انہوں نے نشان پر نشان دیکھے اور کہا کہ جھوٹے ہیں۔ انہوں نے نصرت پر نصرت اور تائید پر تائید دیکھ لی لیکن کہہ دیا کہ سحر ہے۔ میں ان لوگوں سے کیا امید رکھوں جو خدا تعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ خدا کے کلام کے ادب کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس کا نام سنتے ہی یہ ہتھیار ڈال دیتے مگر یہ اور بھی شرارت میں بڑھے۔ اب خود دیکھ لیں گے کہ انجام کس کے ہاتھ ہے۔میں دیکھتا ہوں کہ میرے بلانے کے در اصل یہی لوگ محرک ہوئے ہیں اور میری بعثت کے اسباب میں سے یہ بڑا سبب ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۰۹)

اقتباس
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعاوی اور صداقت پر مزید مضبوطی پیدا کرنے کے لیے دعا کریں ❝

جماعت احمدیہ کی گزشتہ ایک سو بیس سال سے زائد کی تاریخ پوری آب و تاب کے ساتھ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت بھی ہر قدم پر جماعت کے ساتھ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ جہاں یہ ہر دم ہر احمدی کے ایمان کو مضبوط کرتی چلی جا رہی ہے وہاں وہ سعید فطرت لوگ جو لاکھوں کی تعداد میں ہر سال آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے چلے جا رہے ہیں کہ یہی وہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ ہے جو الٰہی تائیدات اپنے ساتھ لیے ہوئے ہے جس نے اس زمانے میں جب کہ ہر طرف ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے نظارے نظر آتے ہیں، مبعوث ہوکر دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کر کے امن، سکون، صلح اور آشتی کی فضا قائم کرنی تھی.

میں احمدیوں کو پھر یاد دہانی کرواتا ہوں کہ آج جب کہ فتنہ و فساد اور مخالفت کی آندھیاں اپنا زور دکھا رہی ہیں تو ہر احمدی مرد، عورت، جوان، بوڑھا، بچہ اپنے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دعاوی اور صداقت پر مزید مضبوطی پیدا کرنے کے لیے دعا کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں ایمان میں پہلے سے بڑھاتا چلا جائے اور تمام مسلمانوں کو دین واحد پر جمع ہونے کا نظارہ دکھائے اور مسلمانوں کی جو کھوئی ہوئی ساکھ اور عظمت ہے وہ دوبارہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہم بڑی شان سے دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں۔

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۱۰ء)

نماز باجماعت کا ستائیس گنا زیادہ ثواب

نماز با جماعت کا قیام دین اسلام کا بنیادی حکم ہے۔ اس کے لیے جہاں قرآن کریم میں تاکید ہے وہاں احادیث میں بھی متعدد روایات ہیں، آنحضرت ﷺ کی مشہور حدیث ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ صَلاَةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلاَةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فَضْلِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ۔ حدیث نمبر ۶۴۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے بڑھ کر ہوتی ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی تشریح میں ستائیس وجوہ گنے ہیں جن کی وجہ سے باجماعت نماز میں زیادہ ثواب ہوتا ہے:

(۱) مؤذّن کی دعوت سن کر نیت کرنا۔

(۲) اول وقت جانا۔

(۳) آرام و اطمینان سے چلنا۔

(۴) مسجد میں دعا کرتے ہوئے داخل ہونا۔

(۵) مسجد میں داخل ہونے پر دوگانہ نوافل ادا کرنا۔

(۶) جماعت کا انتظار کرنا۔

(۷) ملائکۃ اللہ کا اس کے لی دعائے رحمت کرنا۔

(۸) اور اس کا شاہد حال ہونا۔

(۹) قد قامت الصلوۃ کی تعمیل کا موقع پانا۔

(۱۰) شیطان سے محفوظ رہنا۔

(۱۱) امام کی تکبیر کا انتظار کرنا۔

(۱۲) صفوں کی درستگی میں شریک ہونا۔

(۱۳) امام کی اطاعت اور اس کی ضرورت کی حقیقت سے آگاہ ہونا۔

(۱۴) امام کی وجہ سے عموماً بھول سے محفوظ رہنا۔

(۱۵) امام کو بھولنے پر سبحان اللہ کہہ کر آگاہ کرنا۔

(۱۶) خشوع و خضوع سے حصہ پانا۔

(۱۷) اور جماعت میں شریک ہونے کی وجہ سے اپنے لباس اور وضع قطع کے اچھے رکھنے کا اہتمام کرنا۔

(۱۸) ملائکہ کا قرب حاصل ہونا۔

(۱۹) ملائکہ کا قراءت سے استفادہ کرنا۔

(۲۰) شعار اسلام کے ظاہری طور پر قائم کرنے کا موقع ملنا۔

(۲۱) شیطانی جد وجہد کا مقابلہ کرنا اور دوسروں کے لی ترغیب کا باعث بننا۔

(۲۲) نفاق سے محفوظ ہوجانا۔

(۲۳) دوسروں کی بد ظنی سے بچنا۔

(۲۴) جماعت کی آمین اور ملائکہ کی آمین میں شریک ہونا۔

(۲۵) جماعت کی مجموعی دعا اور برکت سے فائدہ اٹھانا۔

(۲۶) نظام جماعت کے قیام میں مد ہونا۔

(۲۷) ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور موانست پیدا کرنے اور افراد جماعت کی خبر گیری کا موقع پانا۔

(منقو ل از صحیح البخاری ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۔ جلد دوم صفحہ ۴۷،۴۶۔ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

صحابہ کرامؓ نماز باجماعت کے لیے کس قدر حریص واقع ہوئے تھے اس کا اندازہ کرنے کے لیے یہ واقعہ کافی ہے۔ کہ قادسیہ کے میدان جنگ میں جب صبح کی اذان ہوئی تو نوجوان مجاہدین اس قدر سرعت کے ساتھ نماز کے لیے دوڑے کہ ایرانیوں نے خیال کیا کہ حملہ کرنے لگے ہیں۔ مگر جب وہ نماز میں مشغول ہوگئے تو ان کے سپہ سالار رستم نے کہا۔ کہ عمر میرا کلیجہ کھاگیا۔ یعنی یہ قوم ہمیں ضرور نگل جائے گی۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ)

عمرہ کی سعادت

امجد احمد، ٹورانٹو

یوں تو ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے حج یا عمرہ کرنے کی سعادت نصیب کرے لیکن ایک احمدی مسلمان کی حیثیت سے بلاشبہ یہ خواہش اور بھی زیادہ معنی رکھتی ہے کیونکہ پاکستان میں اس پر سخت پابندیاں عائد ہیں۔ ہم سب بھی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے رب العزت کے حضور ہمیشہ دعاگو رہے، اور درود شریف کا ورد جاری رکھا۔ آخر کار محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۱۶ تا ۲۳ فروری، ۲۰۱۹ کے یادگار دنوں میں مجھے، میری شریک حیات اور چھوٹی بیٹی کو عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس مقامات کی زیارت کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ذالک فضل اللہ۔

حج اور عمرہ کے بارے میں سنتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا بلاوا بندہ کے لئے آئے تو تمام تر مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ کچھ ایسا ہی ماجرا اس عاجز کے ساتھ پیش آیا۔ جنوری کے وسط میں پروگرام بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں تمام تر انتظامات احسن رنگ میں تکمیل پاگئے۔اس کے بعد اس مقدس سفر کے لئے دعائیں جاری رکھیں نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا لکھتے رہے۔ عمرہ کے لئے احرام اور باقی ضروری اشیا کا انتظام کرلیا چند معلوماتی کتب بھی خریدیں تاکہ عمرہ کی ادائیگی کا صحیح طریق جان سکیں۔

روانگی (۱۶ فروری۔ہفتہ): بالآخر اس مقدس سفر پر روانگی کا وقت آن پہنچا۔ہمارا سفر بذریعہ فلائیٹ (ٹورانٹو۔فرینکفرٹ۔جدہ) ہونا تھا۔سفر سے پہلے غسل کیا، صدقہ ادا کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی اور خدائے ذوالجلال کے حضور قبولیت عمرہ، گناہوں کی معافی نیز سفروحضر میں آسانیاں پیدا ہونے کی دعائیں مانگیں۔فرینکفرٹ سے جدہ پرواز جب میقات (جہاں نیت کی جاتی اور احرام باندھا جاتا ہے)کے قریب پہنچی تو ہم نے نیت اور احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کئےاور تلبیہ پڑھنا شروع کی:

لَبَّيْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بیشک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی،تیرا کوئی شریک نہیں۔

مکہ مکرمہ آمد: سرزمین مقدس پہنچنے پر دلی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ جدہ سے مکہ مکرمہ کا سفر گاڑی پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا تھا، ہم رات بارہ بجے کے قریب مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ہوٹل میں سامان وغیرہ رکھ کر عمرہ کی تیاری کی اور ادائیگی کے لئے خانہ کعبہ کی طرف نکل پڑے۔

عمرہ: حرم سے خانہ کعبہ کی طرف داخل ہونے کے لئے مختلف دروازے ہیں، ہم نے باب العزیز کا انتخاب کیا جو ہمارے ہوٹل سے نکلنے کے بعد قریباً سامنے آتا تھا۔ جونہی باب العزیز سے داخل ہو کر خانہ کعبہ کی طرف جانا شروع کیا تو ہماری کیفیت عجیب اور دل کی دھڑکنیں بہت تیز ہو چکی تھیں ۔مگر ایک عجیب سی خوشی اور سکون قلب تھا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت کی سعادت نصیب ہورہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم ان سیڑھیوں کے قریب پہنچ گئے جن کے اترنے کے فوراًبعد ہی ہماری نظر سیدھی خانہ کعبہ پر پڑنی تھی لہٰذا ہم تینوں نظریں جھکائے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے اوریکدم نظریں اٹھائیں تو خانہ کعبہ پہلی دفعہ نظرآگیا۔ اس قبولیت دعا کے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے ہم دُعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ نہ معلوم کتنی دیر ہم ان سحر انگیز لمحات میں مبہوت کھڑے دُعاؤں میں مشغول رہے۔جونہی دل ہلکا ہوا اور سکون قلب میسر آیا تو اپنے آپ کو سنبھالا۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔

طواف: آدھی رات ہوچکی تھی لیکن طواف کے لئے ابھی بھی رش تھا۔ طواف کے لئے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا ہوتے ہیں۔ پہلے تین چکر کو رمل کہتے ہیں جس میں تیزی سے طواف کیا جاتا ہے۔مرد احرام کی چادر سے دایاں کندھا

کھلا رکھتے ہیں جسے اضطباع کہتے ہیں۔طواف کا آغاز حجر اسود کے مقام سے کرتے ہیں۔ طواف کا عمل دائیں جانب سے شروع ہوتا ہے، استلام یعنی حجر اسود کو بوسہ دینا، چھونا یا دور سے اشارہ کرتے ہوئے طواف شروع کیا جاتا ہے۔ مسنون دعاؤں کے ساتھ طواف کی نیت کے ساتھ آغاز کیا لیکن بےپناہ رش کی وجہ سے حجر اسود کو تعظیماً بوسہ دینا ناممکن تھا لہٰذا صرف اشارہ کرکے طواف شروع کیا۔ خانہ کعبہ کے چار کونوں میں سے ایک کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے، اس کو بھی طواف کے دوران چھونے کی کوشش کرنا ہوتی ہے۔ازاں بعد حجر اسود تک پہنچ کر ایک چکر مکمل ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہم تینوں نے مسنون دعائیں کرتے ہوئے سات چکر مکمل کئے اور آخر پر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَر وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ پڑھا ۔الحمدللہ۔

مقام ابراہیم: طواف کے فوراً بعد مقام ابراہیم پر دو رکعات نماز ادا کی جو نماز واجب الطواف سے موسوم ہے۔ اس کا مسنون طریق یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی جائے۔

سعی: عمرہ کا اگلا رکن سعی کرنا ہے۔ یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔ کوہ صفا پر چڑھ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا کی سعادت نصیب ہوئی۔(یہ مقام بھی قبولیت دعا کا حامل ہے)۔اور پھر مروہ کی جانب چلنا شروع کیا۔سعی کے دوران وہ جگہ جہاں حضرت ہاجرہؓ تکلیف اور پریشانی کے عالم میں بھاگی تھیں ، وہاں مردوں کو قدرے دوڑتے ہوئے جانا ہوتا ہے ۔صفا سے مروہ تک ایک چکر اور پھر مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ۔ یوں کل سات چکر مروہ پر اختتام پذیر ہوئے۔

حلق یا قصر (بال کٹوانا): طواف اور سعی کے فوراً بعد حجام کی دکان سے سر منڈوایا ۔

احرام: عمرہ کی غرض سے پہنا ہوا احرام اب تمام اراکین عمرہ کی ادائیگی کے بعد اتار دیا اور یوں عمرہ مکمل ہوگیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

زیارات مقامات مقدسہ : ہم کچھ دیر آرام اور نمازظہر کے بعد خانہ کعبہ پہنچ گئے اور ایک بار پھر طواف کرنا شروع کیا اور اس بار ہمیں حطیم (خانہ کعبہ کی ایک دیوار سے منسلک جگہ)کے اندر داخل ہونے کا موقعہ مل گیا ، یہاں خانہ کعبہ کی دیوار کو ہاتھ لگانے کا موقعہ مل گیا اور دیوارِ کعبہ کے سایہ میں نوافل ادا کرنے کی توفیق بھی مل گئی ۔ دیوار کعبہ کو ہاتھ لگاتے ہی جسم میں عجیب سی کیفیت طاری ہوئی جس کو الفاظ میں بیا ن کرنا انتہائی مشکل ہے۔

غار حرا: دوسرے روز فجر کی نماز سے قریباً ۲ گھنٹے قبل ہم غارِ حرا کے لئے روانہ ہوئے ۔ ٹیکسی نے ہمیں پہاڑ کے دامن میں اتار ا جہاں سے پیدل کچی پکی سیڑھیوں سےغار حرا کی طرف چڑھنا شروع کیا ۔ جوں جوں سیڑھیاں چڑھتے تو خیال آتا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ اس زمانے میں جب سیڑھیا ں بھی نہیں ہونگی، تو کس قدر تکلیف سے چڑھتے ہونگے۔قریباً ایک گھنٹے بعد ہم غار کے قریب پہنچے تو فجر کی اذان کی صدا بلند ہورہی تھی۔یوں غار حرا میں ہمیں نوافل کا بھی موقعہ مل گیا اور غار کے باہر نماز فجر بھی ادا کی۔

مکہ کی زیارات: غار حرا کے علاوہ مکہ میں جن زیارتوں کا موقعہ ملا ان میں غار ثور، مسجد نمرہ، میدانِ عرفات، منٰی (تینوں جمرات یعنی شیاطین)، مسجد جن ، مسجد بلال اور مسجد شجر شامل ہیں۔

مدینہ منورہ روانگی: تیسرے روز ہم بذریعہ گاڑی مدینہ کے لئے روانہ ہوئے ۔ یہ سفر قریباً ساڑھے چار گھنٹے کا تھا۔ سارا راستہ کچھ پتھریلا اور کچھ صحرائی ، سبزہ بہت کم اور آبادی بھی کہیں کہیں تھی۔ سارے سفر کے دوران یہی خیال آتا رہا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہجرت مدینہ کے دوران صرف اونٹوں پر سفر کرتے ہوئے کیسے پہنچے ہوں گے اور کس قدر مشکلات کا سامنا ہوا ہوگا۔

مسجد نبوی: مدینہ پہنچنے پر سامان ہوٹل میں رکھ کر وضو کیا اور سیدھے مسجد نبوی کی جانب چل پڑے۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کے لئے کل گیارہ دروازے ہیں مرد اور عورتیں علیحٰدہ علیحٰدہ دروازوں سے داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد نوافل ادا کئے اور مسجد کو اندر سے بغور دیکھا ، انتہائی صاف ستھری اور خوبصورت قالین بچھے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ آبِ زمزم میسر تھا۔

ریاض الجنۃ: منبر رسول ﷺ اور روضہ اقدس کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ یہ جگہ (اپنی برکات کی وجہ سے) جنت کے باغات میں سے ایک ہے۔ اس مقام پر نوافل ادا کرنے کے لئے ایک لمبی قطار میں شامل ہوکر اور طویل انتظار کے بعد چند منٹ نوافل ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جنت کے نمونہ فرش پر سجدہ کرنے کی توفیق بخش دی۔ یہاں بہت دعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔

جنت البقیع: اگلے روز جنت البقیع جانے کا موقعہ ملا جہاں حکومتی حکم کے تحت عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے۔نیز یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منع ہے۔ یہ ایک وسیع میدان ہے جہاں لا تعداد کچی قبریں ہیں جو صحابہؓ کرام اور دیگر شخصیات کی ہیں مگر کسی قبر کا کوئی کتبہ یا تحریر نہیں کہ جس سے شناخت ہوسکے۔

زیارات مدینہ: مدینہ میں بھی مختلف زیارات اور مشہور مساجد دیکھنے کا موقعہ ملا جس میں مسجد قباء (اسلام کی پہلی مسجد جہاں نبیِ پاک ﷺ

۳، فروری ۲۰۱۹ء ۔ واپسی کا سفر: آخری دن ایک بار پھر مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ بعد ازاں قریب ہی کھجور مارکیٹ گئے جہاں سے کھجوریں اور تحائف اپنے پیاروں کے لئے خریدے۔ مدینہ سے جدہ کا سفر گاڑی سے قریباً ۴ گھنٹے کا تھا۔ جدہ ائیر پورٹ میں داخل ہونے سے پہلے آبِ زمزم کی بوتلیں خریدیں ۔ واپسی کی فلائٹ براستہ جدہ ۔ فرینکفرٹ۔ٹورانٹو تھی۔ الحمدللہ عمرہ کے بابرکت سفر کے بعد بخیریت گھر واپس پہنچ گئے۔

روضہ رسول ﷺ: ریاض الجنۃ کی بائیں جانب روضہ رسول ﷺ ہے جس کے لئے ایک بار پھر ایک قطار میں شامل ہوئے اور چند لمحوں بعد یہ عاجز اپنے آقاومولیٰ حضرت نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی جالی کے بالکل بالمقابل پہنچ گیا۔خوب دعا کی اور درود شریف پڑھا (یہاں حکومتی حکم کے تحت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منع ہے اور رکنا بھی منع ہے) بس آہستہ آہستہ چلتے چلتے دعا کی جاتی ہے۔ (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه)

نے ہجرتِ مدینہ کے وقت قیام فرمایا تھا) ۔ مسجد جمعہ، مسجد قبلتین (اس مسجد میں دورانِ نماز ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا تھا اور رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ نے اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف پھیر لیا تھا)۔ مسجد خندق (یہاں غزوہ خندق کا معرکہ پیش آیا) ، مسجد ابوبکرؓ اور جبل احد جہاں غزوہ احد کا معرکہ ہوا اور اسی جگہ حضور ﷺ کے دندانِ مبارک کی شہادت کا دل سوز واقعہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں عمرہ کی سعادت بخشی ۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی مسلمانوں کو ایسی سعادات کے عزم اور ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

نقل کا بڑھتا ہوا رجحان

خالد محمود شرما ایڈیشنل قائد تعلیم ۔ مجلس انصار اللہ کینیڈا

کہتے ہیں کہ نقل کے لئے عقل چاہیے مگر جس طرح کی نقل ان دنوں ہمارے ہاں چل رہی ہے تو کہنا پڑے گا کہ عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی۔ اتفاق سے میں ایک دن پاکستانی ٹی وی ٹاک شو پروگرام دیکھ رہا تھا جس میں پروگرام کے میزبان وزیر تعلیم سے گفتگو فرما رہے تھے اور چیخ چیخ کر وزیر موصوف سے پوچھ رہے تھے کہ امتحانات میں نقل کا رجحان بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور طلباء بڑی دیدہ دلیری سے سرعام نقل لگاتے ہیں ایک ویڈیو میں یہ منظر دیکھا تو واقعتاً عقل گم ہو گئی کہ یہ ہو کیا رہا ہے بچے اپنے موبائل کے واٹس اپ آنے والے سوالات کے جوابات کی تازہ رسد سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ابھی میں اس انتظار میں ہی تھا کہ کب میری گمشدہ عقل واپس آتی ہے کہ مجھے بھی واٹس ایپ پر ایک" بُوٹی" ملی جس پر مجھے ایک شعر مگر ہنسی کے حوالے سے غالب کا مجھے چھیڑنے لگا:

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

مگر یہ ہنسی کا گم ہو جانا تو حساس ہونے کا نتیجہ ہے۔ تفکر کی نشانی ہے اور سنجیدہ سوچ کی غماضی ہے مگر جہاں اقدار کا بیڑہ غرق ہو گیا ہو اور پوری نسل ہی انحطاط کا شکار ہو وہاں نظام کا بھٹہ تو بیٹھے گا خیر جب وزیر تعلیم جلی کٹی سن کر ذرا سنجیدہ ہوئے تو کہنے لگے سائیں یہ کلچر ہے اب کس کس کو روکا جا سکتا ہے۔مگر آج میں جس بُوٹی کی بات کرنے لگا ہوں وہ ہمارے انصار اللہ کے امتحانات میں استعمال ہوتی ہے اور المیہ یہ ہے کہ اس کے رجحان میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو ایک قابل فکر بات ہے۔ جو ہمارے احمدیہ کلچر کے سراسر منافی ہے۔انصاراللہ کی عمر تو ایک پختہ شعور والی عمر ہوتی ہے۔ ہمارے ہر قول و فعل پر ہماری نئی نسل کی نظریں لگی ہوئی ہیں ایسے میں اگر ہمارا ہی یہ نمونہ ہوگا تو ہم ان بچوں سے کیا توقع رکھے بیٹھے ہیں ۔ہمارے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات ہمیں اصلاح نفس کی طرف متوجہ کرتے رہتے ہیں ۔مگر ہم کس قسم کی اصلاح کررہے ہیں کہ ہم اپنے انصاراللہ کے آن لائن تعلیمی امتحانات میں دئے گئے اس ایک صفحہ کو بھی نہیں پڑھ سکتے جس میں اس سوال کا جواب ہے۔ ویسے بھی اب کتابیں پڑھنے والے نایاب ہوتے جارہےہیں تبھی آپ کی مصروفیات کا لحاظ رکھتے ہوئے صرف کتاب کا ایک صفحہ پڑھنے کی کم از کم توقع کی جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جن کو خدا نے سلطان القلم کا لقب عطا فرمایا اور جب یہ تحریرات اس عارف باللہ کے قلم سے لکھی جاتی تھیں تو جس طرح حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ اس وقت آپ پر فرشتے نازل ہوتے تھے اور ان تحریرات کو پڑھنے والوں پر بھی فرشتے نازل ہونگے۔تو ہم میں سے وہ کون بد نصیب ہوگا جو فرشتوں کی معیت میں وقت گزارنا نہ چاہے گا۔اگر ہم نے ان روحانی خزائن کی آج قدر نہ کی تو نہ صرف ہم اپنی آنے والی نسلوں کے مجرم تو ٹھہرے گے ہی ہم غیروں کے لئے بھی اپنی کم علمی کی وجہ سے ٹھوکر کا موجب بنیں گے۔

کتابیں پڑھنے والوں کے نایاب ہونے کی میں نے اوپر بات کی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انصار اللہ کے تعلیمی مقابلہ جات میں پوزیشنیں لینے والوں کو جو بُک سٹور کے واؤچر دیئے جاتے ہیں وہ استعمال ہی نہیں کئے جاتے۔ گزشتہ سال خاکسار کا ایک مضمون ”قیادت تعلیم کے تحت تعلیمی امتحانات کی اہمیت “کے عنوان سے روزنامہ الفضل آن لائن مورخہ ۲جولائی ۲۰۲۰ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔جو روزنامہ الفضل آن لائن کی ویب سائٹ پر بھی پڑھا جاسکتا ہے ۔آج ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ اس میں سے چند حوالے پیش کئے جائیں جن سے ان امتحانات کو نقل سے پاس کرنے کی شائد کوئی حوصلہ شکنی ہوسکے۔

مرکزی تعلیمی امتحانات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش مبارکہ یہ تھی کہ افراد جماعت دینی علوم میں مہارت حاصل کریں اور پھر ان کے امتحانات بھی ہوں تاکہ ان کے علمی معیار کا اندازہ لگایا جاتا رہے ۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت

میں کم از کم ایک سو آدمی ایسا اہل فضل اور اہلِ کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعویٰ کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قوّیہ قطعیہ خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو ۔پس ان تمام امور کے لئے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اوراہلِ علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جائے کہ وہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھ کر اس امتحان کے لئے تیار ہو جائیں ۔تعطیلوں پر قادیان پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں ۔

(بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۲۹، ۴۳۰)

اسی تناظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

دسمبر کے آخر میں جو احباب کے واسطے امتحان تجویز ہوا ہے اس کو لوگ معمولی بات خیال نہ کریں اور کوئی اسے معمولی عُذر سے نہ ٹال دے۔یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اور چاہیئے کہ لوگ اس کے واسطے خاص طور پر اس کی تیاری میں لگ جاویں۔ (ذکر حبیب صفحہ ۲۸۸)

پھر حضورؑ جماعت کو تفقہ فی الدین کی جانب توجہ دلا تے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ہماری جماعت کو علم دین میں تفقّہ پیدا کرنا چاہیے ۔۔ہمارا مطلب یہ ہے کہ وہ آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی اور ہمارے کلام میں تدّبر کریں،قرآنی معارف و حقائق سے آگاہ ہو ں۔اگر کوئی مخالف ان پر اعتراض کرےتو وہ اسے کافی جواب دے سکیں ۔ایک دفعہ جو امتحان لینے کی تجویز کی گئی تھی،بہت ضروری تھی ۔اس کا ضرور بندوبست ہونا چاہئے ۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۱۱،۲۱۲)

دینی تعلیم سیکھنے کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

ان تینوں مجالس کو کوشش کر نی چاہئے کہ ایمان بالغیب ایک میخ کی طرح ہر احمدی کے دل میں اس طرح گڑ جائے کہ اس کا ہر خیال،ہر قول اور ہر عمل اس کے تابع ہو اور یہ ایمان قرآن کریم کے علم کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا ۔جو لوگ فلسفیوں کی جھوٹی اور پُر فریب باتوں سے متاثر ہوں اور قرآن کریم کا علم حاصل کرنے سے غافل رہیں وہ ہر گز کوئی کام نہیں کر سکتے ۔پس مجالس انصار اللہ،خدام الاحمدیہ اور لجنہ کا یہ فرض ہے اور ان کی یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ وہ یہ باتیں قوم کے اندر پیدا کریں اور ہر ممکن ذریعہ سے اس کے لئے کوشش کرتے رہیں ۔لیکچروں کے ذریعہ،اسباق کے ذریعہ اور بار بار امتحان لے کران باتوں کو دلوں میں راسخ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو بار بار پڑھا جائے۔ (تقریر ۲۷ دسمبر جلسہ سالانہ ۱۹۴۱ء بحوالہ سبیل الرشاد حصہ اوّل صفحہ ۵۹۔۵۸)

انصار کو بنیادی مسائل کے علم کی طرف توجہ دینی چاہئے.

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ لیکن جو میرے مخاطب ہیں اطفال اور نوجوان،خدام الاحمدیہ کی عمر کے یا بچے جن کو میں کہو ں گا یا نوجوان ہیں جنہیں کہوں گا وہ دو قسم کے ہیں اور ایک تو وہ ہے جو احمدی گھر میں بچہ پیدا ہوا پھر وہ اپنی عمر سے گذرتا ہوا ایک طفل جو ہمارا نظام ہے اطفال کا اس کی عمر کو پہنچا ۔پھر اس سے نکلا ۔پھر وہ خدام الاحمدیہ کی عمر کو پہنچا ۔پھر اس سے نکلا ۔پھر وہ انصار اللہ کی عمر کو پہنچا ۔انصار میں سے بھی ہیں بہت سے جن کو ان باتوں کا علم نہیں ۔

(سبیل الرشاد حصہ دوم صفحہ ۳۵۶۔۳۵۷)

ہر ناصر اپنی ذات میں مربی بن کر اپنی دینی علم کی کمزوری کا جائزہ لے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے ایسے احمدی میرے علم میں ہیں جنھوں نے خود اپنی تربیت کی ہے اس لئے کہ ان کا دل پہلے تڑپا تھا ۔ان کے دل نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ جو مقام اور مرتبہ مجھے حاصل ہوا ہے اس کے مطابق مجھے علم نہیں ہے اور اس لحاظ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں ۔چنانچہ اس وجہ سے ان کے دلوں میں شوق پیدا ہوئے انہوں نے ازخود محنتیں کیں ،خود پڑھنا شروع کیا،اپنی کمزوریوں کو دور کیا،اگر دلائل میں کمزور تھے تو دلائل کی طرف توجہ کی ۔غرضیکہ مربی دل میں پہلے پیدا ہوتا ہے تب انسان حقیقت میں علمی اور دینی تربیت حاصل کرتا ہے ۔ (سبیل الرشاد حصہ سوم صفحہ ۲۶۶)

مطالعہ کتب اورامتحانات کے بارے میں قیادت تعلیم کو ہدایات

۵ جولائی ۲۰۰۵ء بروز منگل حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا کے میٹنگ کے دوران قائد تعلیم کو ہدایت فرمائی کہ مطالعہ کتب میں اور امتحانات میں مجلس عاملہ کو بھی شامل کریں اور ان سے رپورٹ لیتے رہا کریں کہ کتنے صفحات کا مطالعہ کیا ہے ۔مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے خزانے میں سے حصہ لیتے رہیں ۔

(سبیل الرشادحصہ چہارم ۹۳)

مورخہ ۳ ستمبر ۲۰۰۵ء کو حضور انور نے مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی میٹنگ کے دوران قائد تعلیم کو ہدایت دیتے فرمایا:

" عاملہ ممبران کا بھی جائزہ لیں کہ کتنوں نے یہ کتاب پڑھی ہے ۔مرکزی طور پر سارے ملک کے انصار سے امتحان لیں فرمایا کسی کتاب کے چند صفحے دے دیں ۔بے شک کتاب دیکھ کر حل کر دیں یہ کام کرلیں بہت بڑا کام ہے ۔"

(بحوالہ سبیل الرشاد حصہ چہارم صفحہ ۹۸)

حرف آخر

مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شعبہ تعلیم مجلس انصار اللہ کے تحت تعلیمی امتحانات کا اجراء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی ہدایت کی تعمیل میں کیا گیا ہے ۔اس لئے انصار بھائیو ں سے عا جزانہ درخواست ہے کہ خدارا ان امتحانات کی طرف اس نیت کے ساتھ سنجیدگی سے لوٹیں کہ اگر بغیر نقل کئے ہم فیل بھی ہو گئے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ہم "بُوٹی " کے استعمال سے پاس ہوں۔اگر نقل سے ہی پاس ہو نا ہے تو ایسے میں تعلیم کیا اور امتحان کیا۔

ایک شعر کے ساتھ اجازت:

اس نے بدل کے رکھ دیے میرے حواس بھی
جتنا وہ دور لگتا ہے اتنا ہے پاس بھی

امام زماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان خزائن سے اپنی جھولیاں بھریں ۔ ایسا تو نہیں ہورہا کے نقل کے اس رجحان سے ہم کسی گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوں؟ ذرا سوچئے ......

محاسنِ قرآن کریم

ہے شُکرِ ربِّ عزّوجل، خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا مِلا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

اُس نے درختِ دِل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دِل بدل دیا

(براہین احمدیہ حِصّہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

دنیا کا امن قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں

قاضی محمد حارث، ٹورانٹو

انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے اس کے لئے اکیلا رہنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ نا ممکن ہے۔ جب انسان معاشرہ میں رہے گا تو اختلاف بھی پیدا ہو گا اور معاشرتی نظام چلانے کے لئے ضروری ہے کہ سبھی ایک دوسرے کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کریں۔ قرآن کے اندر انفرادی اور سماجی بھلائی کی تعلیمات کا خزانہ موجود ہے۔

معاشرہ کا سب سے چھوٹا حصہ یا یونٹ گھر ہوتا ہے۔ اس کے بعد ملکی اور بین الاقوامی تعلقات آتے ہیں۔ کوئی بھی گھر یا ملک سربراہ کے بغیر نہیں چل سکتا اور گھر یا ملک کے افراد اپنے میں سے اس کو اپنا سربراہ بنا لیتے ہیں جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ بہتر طور پر ان کی حفاظت کر سکتا ہے یا طاقتور خود ان کی حفاظت کی ذمہ داری سنبھال لیتا ہے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے لئے آرام و سکون مہیا کرتا ہے ۔

قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ یہ آفاقی کتاب ہے جو تمام دنیا کی قیامت تک کے لئے راہنمائی کرتی ہے۔ اس کو عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ عربی ایک وسیع زبان ہے۔اسے ام لالسان بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسی زبان ہے جس میں ایک لفظ کے بے شمار معنی ہو سکتے ہیں ۔ عین ممکن ہے کہ کبھی کسی لفظ کے ایک خاص معنی کو زیادہ مناسب سمجھا گیا ہو لیکن بدلتے وقت اور حالات کے مطابق وہ معنی اتنے مناسب نہ رہے ہوں ۔اس لئے قرآن کریم کا مفہوم وقت اور حالات کے مطابق سمجھنا اور جاننا ضروری ہے ۔ جیسے کسی زمانہ میں اونٹ صحرا کی اور گھوڑا میدانی علاقہ کی تیز ترین سواری سمجھی جاتی تھی لیکن اب ان کی جگہ ہوائی جہاز اور دوسری جدید ایجادات نے لے لی ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۰۶ " اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا" اور سورۃ القصص آیت ۷۸ اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا کو ملا کر پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ضابطہ حیات دے رہا ہے اور ہدایت فرما رہا ہے کہ ایمان اور انتظام دو الگ الگ چیزیں ہیں جیسا کہ سورۃ النساء آیت ۶۰ میں ہے ۔ ۱: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ۲: اولوا لامر کی اطاعت اگر ان کو الگ الگ رکھو کے تو امن میں رہو گے، دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے ترقی کرو گے پھلو پھولو گے لیکن جیسے ہی تمہارا یہ توازن بگڑا تم گھاٹے میں چلے جاؤ گے۔لیکن دونوں میں توازن کا ہونا بہت ضروری ہے جیسا کہ سورۃ الرحمٰن آیت ۱۰ "وَاَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ" یعنی انصاف سے وزن قائم رکھو اور اس توازن کو خراب نہ ہونے دینا سے واضح ہے۔

اس واضح حکم سے پتہ چلتا ہے کہ توازن جہاں بگڑا وہیں فساد یا خرابی پیدا ہوئی ۔ یہ اصول زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے خواہ دینی ہو ، دنیاوی ہو، معاشرتی تعلقات ہوں یا گھریلو سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر ہو۔ سب سے چھوٹا یونٹ گھرہوتا ہے۔اگر ماں باپ ،بہن بھائیوں یعنی آبائی رشتہ داروں یا سسرالی رشتہ داروں کی طرف زیادہ جھکاؤ ہو تو گھر میں فساد کا باعث بنتا ہے اگر ان تعلقات میں توازن رکھا جائے اور " تخسرو المیزان " نہ ہو تو گھر امن و سکون ، راحت و خوشی کا گہوارہ بن جاتا ہے اسی کا دوسرا نام جنت ہے ۔ یہی صورت حال وسیع پیمانے پر معاشرہ کی سطح پر ، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر لاگو ہوتی ہے۔

" جیو اور جینے دو" کی پالیسی پر عمل کیا جائے اور دوسروں کا فکر کرنے کی بجائے اپنا فکر کیا جائے اور قرآنی ہدایت سورۃ یٰسین آیت ۱۸ "وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ" پر عمل کیا جائے اور جس بات کو چیز کو آپ بہتر اور اچھا سمجھتے ہیں وہ دوسروں تک پہنچائیں اور جس چیز یا بات کو دوسرے بہتر اور اچھا سمجھتے ہیں وہ ان کی سنی جائے اور پھر دوسروں کو بھی آزادی سے فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائےاور خود بھی آزادی سے فیصلہ کیاجائے اور کسی سے کوئی تعرض نہ کیا جائے تو یہی " و اقیمو الوزن" ہے اور جہاں اپنی پسند ، مرضی ، خواہش یا اپنا انتخاب دوسرے پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی یا دوسرے کا حق غصب کرنے ، اس پر قبضہ کرنے اور دوسرے کو اس کے جائز حق سے محروم رکھنے کی کوشش کی گئی وہیں خدا تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی اور " تخسر وا المیزان" کا ارتکاب ہو گیا اور فساد کا باعث بنا۔ اور " واللہ لا یحب الفساد " اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا کی

ذیل میں آ گیا۔ اسی سے گھریلو ،معاشرتی ، ملکی اور بین الاقوامی امن تہ و بالا ہوتا ہے اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔ آج دنیا پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو فسق و فجور، دھنگا فساد اور لڑائیاں اس خدائی فرمان پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے ۔سورت النساء کی آیت ٦٠ اللہ کی اور اس کے رسول کی ا ور جو تم میں سے تم پر حاکم ہو ،حاکم خلیفہ ، بادشاہ ، صدر یا وزیر اعظم اسکی اطاعت کرو ۔

یہ آیت زندگی کے دو شعبے بتاتی ہے۔ ایک، ایمان یا اعتقاد اور دوسرے ، انتظام یا حاکم ۔ دونوں زندگی کے لئے ضروری ہیں اور دونوں میں توازن ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ان پر عمل کرنا یعنی ایک کے بغیر دوسرا ادھورا ہے اگر کوئی پہلے حصہ یعنی اللہ اور رسول پر پختہ ایمان رکھتا ہے اور دوسرے حصہ یعنی حاکم کی کما حقہ کامل اطاعت کرنے والا نہ ہو تو پہلا حصہ بھی ناقص ہو جاتا ہے کیونکہ وہ خدا اور اس ے رسول کے حکم پر عمل کرنے والا نہ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ اپنے حاکم کا حکم مانو جب خدا اور اس کے رسول کے حکم پر پوری طرح عمل نہ کیا تو ایمان کامل نہ رہا ۔ اس لئے ضروری ہے کہ دونوں پر عمل کیا جائے۔ دونوں کے سلسلہ میں '' و اقیمو الوزن '' کا حکم ہے ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حاکم یا اقتدار اعلیٰ کا روحانیت میں بھی سب سے اعلیٰ و برتر ہونا ضروری نہیں روحانیت اس کا ذاتی معاملہ ہے جس کا انتظام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ ایک روحانیت میں اعلیٰ مقام پر شخص انتظامی لحاظ سے نا اہل یا ناقص ہو اور اسی طرح ایک اچھا منتظم روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر ہو لیکن حاکم کا حکم ماننا ملکی امن و امان قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے ۔

یہی ''و اقیمو الوزن'' ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حاکم روحانیت میں بہت سے دوسرے لوگوں سے کم ہو یا ان کا ہم عقیدہ نہ ہو لیکن چونکہ وہ حاکم ہے اس لئے اس کا حکم ماننا '' اوالامر'' کی حیثیت سے ضروری ہے۔ حاکم بھی '' و اقیمو الوزن'' کے تحت آتا ہے اور اس کا وہ حکم جو خدا اور اس کے رسول کے حکم سے متصادم ہو ماننا ضروری نہیں ۔حاکم کا کام ملکی انتظام و انصرام ، امن و امان قائم رکھنا ہے اس کا کام شہریوں کے عقیدہ اور ایمان میں دخل دینا نہیں اور نہ ہی شہریوں کا کام ہے کہ اس کے عقیدہ اور ایمان میں دخل دیں۔ ہاں تمام شہریوں کو اپنے عقیدہ کے اظہار اور پرچار کی آزادی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں سورت النحل آیت 126 میں ہے '' اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریق پر جو بہترین ہو'' ۔ کسی کا دل دکھانے والا ، طعن و تشنیع والا نہ ہو ۔ پھر سورت الانعام آیت ١٠٩ '' اور تم ان کو گالی نہ دو برا بھلا نہ کہو جن کی اللہ کے سوا وہ عبادت کرتے ہیں یا جو ان کے سربراہ ہیں تا ایسا نہ ہو کہ وہ دشمنی میں بغیر علم کے یا ان جانے میں اللہ کی توہین کریں '۔ اس آیت میں واضع طور پر پند و نصائح یا تبلیغ کرنے کا طریقہ اور اسلوب بھی بتا دیا کہ کسی کے مذہبی سربراہ کو بر بھلا مت کہو بلکہ ان کی تعظیم کرو تا معاشرہ میں نفرت پیدا نہ ہو اور امن و امان رہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر سورت الفرقان آیت ٦٤ میں حکم ہے '' اللہ کے بندے زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے اور جب جاہلوں سے ان کی بات چیت ہوتی ہے تو بحث میں الجھنے کی بجائے ان پر سلامتی بھیج کر الگ ہو جاتے ہیں۔''

یہ وہ سنہری اصول ہے کہ اگر کسی سے دینی یا دنیاوی معاملہ پر اختلاف پیدا ہو جائے تو بحث میں الجھنے کی بجائے احسن طور پر الگ ہو جاؤ اور کج بحثی نہ کرو کہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اس لئے سورت الزمر آیت ٢٨میں ہے '' ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دی ہیں تا وہ ہوش میں آئیں ''۔اور سورت الحشر آیت ٢٢ میں ہے '' یہ مثالیں ہم لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔''

اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر سوچنے ، غور و فکر کرنے ، عقل سے کام لینے اور احسن طریق اپنانے کا حکم دے رہا ہے اور کھول کھول کر وہ باتیں بتا رہا ہے جن سے معاشرتی اور ملکی امن قائم رہ سکے اور فساد کو نہ صرف نا پسند فرماتا ہے بلکہ اس سے منع کرتا ہے بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ '' الفتنۃ اشد من القتل'' سورت البقرہ آیت ١٩٢ یعنی فتنہ فساد پھیلانا قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ اسی لئے سورۃ المائدہ آیت ٣٣ ''مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا'' جس نے بغیر کسی جان کے بدلہ کے کسی نفس کو قتل کیا یا زمین میں فساد کیا تو ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی دی''۔ یہاں یہ نقطہ بہت اہم ہے

کہ کسی جرم کے بدلہ میں تو سزا دی جا سکتی ہے اور سزا بھی معاشرہ کا ہر فرد جس سے زیادتی ہوئی ہو نہیں دے سکتا بلکہ سزا دینا قانون کے مطابق ” اوالامر“ یعنی حاکم وقت کا کام ہے کہ اس سے ہی ملکی امن قائم رہ سکتا ہے ورنہ انکارکی ، بد نظمی ، دشمنی اور خانہ جنگی پھیل جاتی ہے ۔

قتل کی دو اقسام ہیں ایک جسمانی قتل اور دوسرا معاشرتی قتل ۔ جسمانی قتل تو واضح ہے لیکن معاشرتی قتل بظا ہر نظر نہیں آتا جسے عام طور پر کوئی دینی سربراہ یا گروہ سزا کے طور پر کسی شخص کو معاشرتی بائیکاٹ کی شکل میں دیتا ہے۔ جسے عرف عام میں مقاطعہ کہتے ہیں۔ یہ سزا کفار مکہ نے ابتدائی مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر کے دی جو قتل سے بھی بد تر ہے اس میں بچے بوڑھے ، عورت مرد سب شامل ہوتے ہیں۔ یہ سزا کفار مکہ نے اپنی دھاک بٹھانے اور مسلمانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لئے دی تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کفار مکہ کے دین کی طرف لوٹ آئیں ۔

آج کل اس طرح کی سزا دینی سربراہ یا گروہ اس شخص کو دیتا ہے جو اس کی رائے یا حکم سے اختلاف کرتا ہے لیکن اس کا مقصد آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا یعنی دھاک بٹھانا اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا۔ اگر قرآنی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو معاشرہ میں امن و سکون قائم کیا جا سکتا ہے اور ہر کوئی آزادانہ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ معاشرہ کے بے راہ رو افراد کو سدھارنے کے لئے سزا بھی ضروری ہے لیکن سزا اصلاح کے لئے ہو بگاڑ پیدا کرنے کے لئے نہ ہو اور سزا سے ظلم اور زیادتی کا پہلو بھی نہ نکلتا ہو ، اسی لئے اسلام میں عفو و در گزر کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

بین الاقوامی امن

آج کل مختلف فورم سے بین الاقوامی امن کے لئے تخفیف اسلحہ کی تجاویز آ رہی ہیں جو بظاہر لفاظی حد تک تو بہت دلکش معلوم ہوتی ہیں ۔لیکن بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو اتنی سود مند ثابت نہیں ہوتیں کیونکہ کوئی بھی ساری دنیا کو تخفیف اسلحہ پر آمادہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اپنے جدید ترین اسلحہ کو تباہ کرکے عام ملکوں کی سطح پر آئے گا اور نہ ہی اپنی بالا دستی سے دست بردار ہونے کو تیار ہے۔ ویسے ہی یہ غیر فطری بات ہے کہ ایک طاقت ور کو کہا جائے کہ وہ اپنی طاقت ختم کرکے عام حالت میں آ جائے۔ جب سے دنیا کا تہذیبی دور کا آغاز ہوا ہے ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق اپنی طاقت اور بالا دستی بڑھاتا ہوا نظر آتا ہے ۔جیسا کہ روزمرہ زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ تمام انسان ذہنی ، جسمانی ، علمی ، معاشی لحاظ سے ایک جیسے نہیں اور اسی تفریق کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے لئے کام کرتے ہیں جس سے انسان کی اپنی اور دوسرے کی بھلائی ہوتی ہے اور کاروبار زندگی چلتا ہے ۔ ہمارا نظام شمسی بھی اس کی واضع دلیل ہے کہ اس میں شامل تمام سیارے اور ستارے اایک جیسے نہیں، کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا، کوئی ساکن ہے کوئی متحرک اور کوئی روشن ہے تو کوئی دوسرے سے روشنی لے رہا ہے۔اسی لئے خدا نے فرمایا کہ تخلیق کائینات پر غور کرو اور دیکھو ” وما خلقت ھذا باطلا“ یہ سب کچھ بے کا ر نہیں پیدا کیا گیا۔

قرآن کریم میں سورت الروم آیت ۴۲ میں ہے کہ ” خشکی و تری پر انسانوں کے اپنے ہاتھوں فساد ظاہر ہو گیا اس لئے جو انہوں نے کیا ان کو اس کے نتائج بھگتنا ہوں گے شائد کہ وہ ہدایت پا جائیں“۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی فساد سے نہ خشکی محفوظ رہے گی اور نہ تری ہر جگہ فساد ہی فساد ہو گا اور انسان بے بس سا ہو جائے گا۔ قرآن کریم وہ عظیم و بر تر کتاب ہے جو نہ صرف یہ کہ مسئلہ بتاتی ہے ،اس کی نشان دہی کرتی ہے بلکہ اس کا حل بھی بتاتی ہے ۔ قرآن کریم میں عالمی امن کے دو حل بتائے ہیں ۔ پہلا حل انسانوں کی اخلاقی تربیت ہے ۔ بچہ کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ فطری طور پر ظلم ، زیادتی ،جبر ، نا جائز طور پر دھونس دھاندلی اور لوٹ کھسوٹ سے نفرت کرے اور اس کاضمیر اسے ایسا کرنے سے روک دے ۔ یہ ایک صبر آزما ، محنت طلب اور مشکل کام ہے اور پھر ایسا کرنا عالمی سطح پر اور بھی ایک لمبی مدت کا تقاضا کرتا ہے ۔ دوسرا حل جیسا کہ سورۃ الانفال آیت ۶۱ میں ہے ۔ اور مسلمانو کو چاہئے کہ تم ان لڑنےوالوں کے لئے جس حد تک ممکن ہو طاقتیں جمع کر لو ۔۔۔۔تاکہ کوئی کم تر اور کمزور سمجھ کے تم پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرما دیا جیسا کہ سورۃ الانفال آیت ۶۲ میں ہے کہ ” اگر تمہاری تیاریوں کو دیکھ کر وہ کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو اے رسول تو بھی صلح کی طرف مائل ہو اور اللہ پر توکل کر ، اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ ”یہ ہے عالمی امن کا وہ اصل نسخہ جو قرآن کریم نے بتایا ہے کہ پوری تیاری اور طاقت جمع کرنے کے باوجود تم نے پہل نہیں کرنی بلکہ اگر

دشمن تمہاری تیاری کو بھانپ کر صلح کی طرف مائل ہو تو اپنی تیاری مکمل ہونے کے باوجود گھمنڈ نہیں کرنا بلکہ دشمن صلح کرنی چاہے تو اس سے صلح کر لو لیکن چوکس اور ہوشیار رہو ۔ قرآن کریم میں سورۃ حم سجدہ آیت 15 میں قوم عاد کا ذکر ہے کہ قوم عاد کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا اور وہ اس طاقت کے نشہ میں مست تھے لیکن وہ تباہ ہو گئے کیونکہ سلامتی صرف اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت میں ہی ہے سو گویا تم طاقت میں دشمن سے زیادہ ہو لیکن تکبر نہ کرو بلکہ اگر دشمن صلح کرنی چاہے تو اس سے صلح کر لو اسی میں بھلائی اور بہتری ہے ۔ سورت النحل آیت ۲۳ اور سورت لقمان آیت ۱۸ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اللہ کو اکڑ باز اور متکبر پسند نہیں ۔ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس نظام کائنات کی بنیاد اور بقا بھی توازن پر ہی ہے جیسا کہ سورت الرحمٰن آیت، ۷۔۹ آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کیا ، خبر دار تم میزان کو خراب نہ کرنا، وزن کو قائم رکھو انصاف کے ساتھ اور اس میں کمی بیشی نہ کرنا ۔ یہ ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس لئے کی کہ اتنا بڑا نظام کائنات میزان کے توازن پر چل رہا ہے اس لئے ممکن نہیں کہ تم اس دنیا کا کاروبار بغیر توازن اور میزان کے چلا سکو کیونکہ یہ غیر فطری اور ناقابل عمل ہو گا اس لئے خبردار دینا میں امن کو سلامتی کا ضامن صرف قرآن کریم کا بتایا ہوا اصول ہی ہے اس کے بغیر دنیا میں امن قائم ہو ہی نہیں سکتا۔
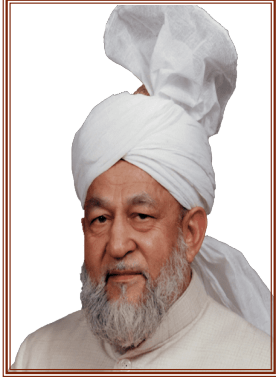
احمدیوں پر حج کی پابندی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہُ اللہ تعالیٰ کا ایک مبشر رؤیا

اس ضمن میں میں اپنی مبشر رؤیا کا ذکر کر دیتا ہوں، مجھے نظر آ رہا ہے کہ آسمان پر ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ دنیا کی تقدیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔ رؤیا میں میں نے حضرت اماں جان نصرت جہانؓ کو دیکھا تھا اور اِس کا ذکر پہلے بھی کر چکا ہوں، عید سے پہلے۔ گذشتہ عید سے پہلے میں نے رؤیا میں آپ کو دیکھا، بالکل مختصر سی رؤیا تھی لیکن بالکل ایسے جیسے ایک زندہ نظارہ دکھایا جا رہا ہو اور بہت ہی عجیب کیفیت پیچھے چھوڑ کر جانے والی تھی۔ آپؓ تشریف لائیں ، مجھے کہا میاں ہیلی کاپٹر کا انتظام کرو اور مجھے ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف تو کرادو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں اماں جان میں کرتا ہوں اور رؤیا ختم ہو گئی۔ اتنی مختصر رؤیا اتنا گہرا اثر میرے دل پر چھوڑ گئی کہ ساری رات اس کیفیت میں کھویا گیا، سارے بدن کو یوں جیسے کسی نے سہلا دیا ہو۔ ایک عجیب کیفیت تھی تسکین کی اور طمانیت کی۔ خدا تعالیٰ نے اس چھوٹی سی رؤیا کے ذریعہ مجھے خوش خبری عطا فرمائی۔ ہیلی کاپٹر میں یہ مضمون بھی ہے کہ گو دنیا میں تمھارے لئے ابھی وہ راہیں نہیں کھلیں جن پر چل کر تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو۔ لیکن میں تمھیں خوش خبری دیتا ہوں کہ آسمان پر اُن راہوں کے کھولنے کا فیصلہ کیا جارہا ہےاور یقیناً وہ وقت آئے گا جب کہ آسمان کی تقدیر دنیا کی تقدیر پر غالب آجائے گی اور تمام دنیا کے احمدیوں کو اپنے دلوں کو عشق کی مے سے بھر بھر کے خانہ کعبہ کے حضور حاضر ہو کر عشق اور محبت اور والہیت کے ساتھ بیت الحرام کے طواف کی توفیق ملے گی، ان شا اللہ و باللہ التوافیق۔

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۲۴، جولائی ۱۹۸۸، بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)